معیشت واقتصاد

شیخ الحدیث حافظ ذوالفقار علی

[قسط دوم]

خرید وفروخت کے زرّیں اسلامی اُصول

⑤ عیب نہ چھپائیں

دین اسلام خیرخواہی کا دین ہے، اس لیے مسلمان تاجر پر لازم ہے کہ لین دین کے وقت سچائی سے کام لے اور خریدار پر حقیقتِ حال واضح کرے، مال کے نقص کو نہ چھپائے اور ملاوٹ، مکر وفریب، جھوٹ اور دھوکہ دہی سے مکمل اجتناب کرے۔ یہ سوچ نہ رکھے کہ سچ بولنے سے منافع میں کمی واقع ہوگی کیونکہ سچ بولنے سے اللہ تعالیٰ تھوڑے منافع میں بھی برکت ڈال دیتا ہے جبکہ جھوٹ سے حاصل کیا ہوا زیادہ منافع بھی بے برکت ہوتا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

«فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا ، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا» [صحیح البخاری کتاب البیوع: باب ما یمحق الکذب]

''اگر وہ دونوں (تاجر اور گاہک) سچ بولیں اور ایک دوسرے پر حقیقتِ حال واضح کر دیں تو ان کے سودے میں برکت ہوگی، اور اگر دونوں نے جھوٹ بالا اور عیب کو چھپایا تو ان کے سودے سے برکت مٹا دی جائے گی۔''

فریقین کو چاہیے کہ وہ معاملہ کرتے وقت ہمیشہ اس حدیث کو پیش نظر رکھیں۔ بعض دکاندار چیز کا نقص واضح نہیں کرتے بلکہ اس کی ذمہ داری خریدار پر ڈال دیتے ہیں کہ آپ خود دیکھ لیں اگر بعد میں کوئی نقص نکلا تو ہم ذمہ دار نہ ہوں گے حالانکہ ان کو اس کا علم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ خلافِ شریعت ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ بَاعَ مِنْ أَخِيهِ بَيْعًا فِيهِ عَيْبٌ إِلاَّ بَيَّنَهُ لَهُ» [سنن ابن ماجہ: باب من باع عیبًا فلیبیّنہ وقال ابن حجر فی الفتح: اسنادہ حسن]

''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے

www.KitaboSunnat.com

بھائی کو ایسی چیز بیچے جس میں عیب ہو سوائے اس کے کہ وہ اس پر واضح کردے۔''

یعنی فروخت کنندہ کو چاہیے کہ وہ خریدار پر واضح کرے کہ مال میں یہ نقائص ہیں۔ مال کے عیوب چھپانا کتنا عظیم جرم ہے، اس کی سنگینی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے لوگوں سے بیزاری اور بے تعلقی کا اعلان فرمایا ہے جو چیز کا عیب ظاہر کئے بغیر فروخت کردیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو آپ نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر میں داخل کیا۔ آپ کی اُنگلیوں نے گیلا پن محسوس کیا تو آپؐ نے فرمایا: اے غلے والے! یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس پر بارش پڑ گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: تم نے اس بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہ کردیا تاکہ لوگ اس کو دیکھ سکتے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے دھوکا دیا، اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔''

[صحیح مسلم: باب قول النبي ﷺ من غشنا]

یہاں یہ نکتہ غور طلب ہے کہ تاجر نے غلے کو خود گیلا نہیں کیا تھا بلکہ محض گیلے حصے کو چھپایا تھا مگر آپ نے اسے بھی قابل گرفت قرار دیا۔ کیونکہ ناقص خوراک سے لوگوں کی صحت پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ کم روشنی میں گاہک کے سامنے مال پیش کرنا یا مال کی دو تہیں ہوں تو صرف عمدہ تہہ ہی دکھانا بھی دھوکہ دہی میں داخل ہے۔

⑥ ناپ تول میں ڈنڈی نہ ماریں

دھوکا دہی اور فریب کی بدترین قسم ناپ تول میں کمی ہے۔ جو لوگ اس سنگین جرم کے مرتکب ہیں وہ اسلام کی نگاہ میں قابل نفرت اور سخت سزا کے مستحق ہیں۔ قرآنِ مجید نے اس جرم کی شناعت وقباحت اور اُخروی سزایوں بیان فرمائی ہے:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ① الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ② وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ③﴾ [المطففین:۱،۲،۳]

''ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب اُنہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔''

حضرت شعیبؑ جس قوم میں مبعوث کئے گئے، ان میں شرک کے علاوہ ایک نمایاں بیماری

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی تھی کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، حالانکہ یہ بڑے آسودہ حال تھے۔ جب یہ لوگ حضرت شعیبؑ کی نصیحت پر بھی باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ برسا کر ان کو مال ودولت سمیت تباہ کر دیا۔ یہ عذاب اس طرح آیا کہ پہلے سات دن تک ان پر سخت گرمی اور دھوپ مسلط کر دی۔ اس کے بعد بادلوں کا ایک سایہ آیا، چونکہ یہ لوگ سات دن کی سخت گرمی سے بلبلائے ہوئے تھے، اس لیے سب سائے تلے جمع ہوگئے تا کہ ٹھنڈی ہواؤں کا لطف اُٹھائیں۔ لیکن چند لمحے بعد ہی آسمان سے آگ کے شعلے برسنا شروع ہو گئے، زمین زلزلے سے لرز اُٹھی اور ایک سخت چنگھاڑ نے اُنہیں ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دیا۔ قرآنِ حکیم نے اس واقعہ کی طرف ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے:

﴿فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ [الشعراء:۱۸۹]

''اُنہوں نے اسے (شعیبؑ کو) جھٹلایا تو اُنہیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا۔ وہ بڑے بھاری دن کا عذاب تھا۔''

امام الانبیاء ﷺ کا فرمان ہے:

«وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلاَّ أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَؤُنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ» [سنن ابن ماجہ: باب العقوبات]

''جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس پر قحط سالی، سخت محنت اور حکمرانوں کا ظلم مسلط کر دیا جاتا ہے۔''

چونکہ ناپ تول میں ڈنڈی مارنا ظلم ہے جس کی دین اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں۔ اس لیے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ دیتے وقت ذرا جھکتا ہوا دیا جائے۔ فرمانِ نبویؐ ہے:

«إِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوا» [سنن ابن ماجہ: باب الرجحان في الوزن]

''جب تول کر دو تو جھکتا ہوا دو۔''

⑦ قسمیں نہ کھائیں

بعض تاجر اگر جھوٹی قسمیں کھا کر دھوکا دہی کے مرتکب ہوتے ہیں تو بعض گاہکوں کو مطمئن کرنے کے لیے بہت زیادہ قسمیں کھاتے ہیں۔ جھوٹی قسم تو بدترین گناہ ہے، روزِ قیامت اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا لیکن سچی قسم سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حدیث کی مستند اور اعلیٰ ترین کتاب صحیح بخاری میں ایک عنوان یوں قائم کیا گیا ہے:

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ

''خرید وفروخت میں قسمیں کھانا مکروہ ہیں۔''

شارحِ بخاری علامہ ابن حجرؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

''یہ کراہتِ مطلق ہے۔ اگر قسم جھوٹی ہوگی تو مکروہ تحریمی اور اگر سچی ہوگی تو مکروہ تنزیہی ہو گی۔'' [فتح الباری: ج۴/ص۴۰۰]

یعنی سچی قسم سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ علامہ بدر الدین عینیؒ نے بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔ [عمدۃ القاری: ج۸/ص۳۵۵]

ارشادِ نبویؐ کے مطابق یہ عادت برکت کھو دینے کا باعث ہے کیونکہ دنیاوی مفاد کے لیے اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام کا استعمال غیر مناسب ہے اور بالآخر جب لوگ ایسے تاجر کی عادت سے واقف ہو جاتے ہیں تو پھر اس کی قسموں پر یقین نہیں کرتے۔ یوں اس کی دکانداری خراب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے قسمیں کھا کر مال بیچنے سے منع کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ» [صحیح بخاری باب يمحق الله الربا]

''قسم تجارت کو تو چلاتی ہے مگر برکت کو ختم کر دیتی ہے۔''

حضرت ابوقتادۃ انصاریؓ کہتے ہیں کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

«إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ»

''بیع میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو کیونکہ یہ چیز فروخت تو کر دیتی ہے، مگر اس کی برکت ختم کر دیتی ہے۔'' [صحیح مسلم: باب النهي عن الحلف في البيع]

⑧ نرم رویہ اختیار کریں

کاروباری معاملات اور لین دین میں دوسرے فریق کو رعایت اور سہولت دینا اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام یہ تلقین کرتا ہے کہ فریقین ایک دوسرے کے ساتھ فراخ دلی، نرمی اور سیر چشمی کا مظاہرہ کریں۔ بنئے کی طرح سخت اور بے لچک رویہ اختیار نہ کریں۔

www.KitaboSunnat.com

پیارے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

«رَحِمَ اللهُ رَجُلاً سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى»

[صحیح بخاری: کتاب البیوع: باب السهولة و السماحة في الشراء و البيع]

''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو بیچتے، خریدتے اور تقاضا کرتے وقت نرمی کرتا ہے۔''

دوسری روایت میں ہے:

«أفضل المؤمنين رجل سمح البيع، سمح الشراء، سمح القضاء، سمح الاقتضاء» [طبرانی اوسط: ج۷/ص۲۹۷]

''بہترین مؤمن وہ ہے جو خرید وفروخت، قرض کی ادائیگی اور مطالبہ میں نرم ثابت ہوتا ہے۔''

☜ بعض اوقات چیز خریدنے کے بعد انسان کو اس کی ضرورت نہیں رہتی یا وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، اس صورت میں اگرچہ شریعت دوسرے فریق کو مجبور نہیں کرتی کہ وہ ضرور واپس کرے لیکن اگر وہ ایسا کر لے تو یہ بہت بڑی نیکی ہوگی۔ سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَهُ اللهُ عَثْرَتَهُ» [سنن ابی داؤد باب في فضل الإقالة]

''جو مسلمان کا سودا واپس کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکی غلطیوں سے درگذر فرمائے گا۔''

ہمارے ہاں بعض دکان داروں نے یہ عبارت لکھ کر آویزاں کی ہوتی ہے:

''خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا۔''

یہ رویہ نہ تو اس جذبہ اخوت ومحبت کے مطابق ہے جس کی تعلیم اِسلام اپنے ماننے والوں کو دیتا ہے اور نہ ہی کاروباری لحاظ سے فائدہ مند، کیونکہ جب کسی تاجر کی یہ شہرت ہو جائے کہ وہ خریدی گئی چیز واپس یا تبدیل نہیں کرتا تو لوگ اس کی دکان پر جانے سے کتراتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کاروبار سے برکت ختم ہوجاتی ہے۔

⑨ سودے پر سودا کرنا ممنوع ہے

دو پارٹیوں کے درمیان معاملہ طے پا جانے کے بعد تیسرے فریق کو یہ اجازت نہیں کہ وہ کسی پارٹی کو ورغلا کر سودا خراب کرنے کی کوشش کرے۔ نہ تو خریدار سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ سودا ختم کر دیں میں تمہیں یہی چیز اس سے کم قیمت پر مہیا کر دیتا ہوں اور نہ ہی فروخت

www.KitaboSunnat.com

کنندہ کو یہ پیشکش کی جاسکتی ہے کہ تم یہ چیز اسے نہ دو بلکہ میں اس سے زیادہ میں خریدتا ہوں۔ یہ دونوں طریقے اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں کیونکہ اس طرح لوگوں کے درمیان نفرت و عداوت پیدا ہوسکتی ہے۔اس لیے حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«وَلَا يبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ»

[صحیح مسلم:کتاب البر والصلة، باب تحریم ظلم المسلم وخذله]

''کوئی شخص کسی کے سودے پر سودا نہ کرے۔''

دوسری حدیث میں ہے:

«لَا يَسُمِ الْمُسْلِمُ عَلَى سَوْمِ أَخِيه» [صحیح مسلم: تحريم بيع الرجل على بيع اخيه]

''مسلمان اپنے بھائی کی قیمت پر قیمت نہ لگائے۔''

اگرچہ نیلامی (بولی) میں بھی ایک شخص دوسرے شخص کی طرف سے لگائی گئی قیمت پر قیمت لگاتا ہے مگر یہ صورت جائز ہے۔

- ایک تو اس لیے کہ نیلامی کا جواز خود نبی ﷺ سے ثابت ہے۔حضرت انسؓ سے منقول ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے ایک کمبل اور پیالہ فروخت کیا۔آپؐ نے فرمایا: یہ کمبل اور پیالہ کون خریدے گا۔ایک شخص نے کہا میں یہ دونوں چیزیں ایک درہم میں لیتا ہوں نبی ﷺ نے فرمایا ایک درہم سے زائد کون دے گا۔ایک شخص نے دو درہم دیئے تو آپ نے وہ دونوں چیزیں اس کو بیچ دی۔'' [سنن ترمذی:کتاب البیوع، باب ماجاء في بيع من يزيد وقال هٰذا حديث حسن]

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں اس کے حق میں یوں عنوان قائم کیا ہے۔

بَابُ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ ''نیلامی کے جواز میں''

- دوسرا اس لیے کہ قیمت پر قیمت لگانا تب ناجائز ہے جب فروخت کنندہ پہلے شخص کو فروخت کرنے پر آمادگی ظاہر کر چکا ہو یعنی سودا طے پاچکا ہو،لیکن اگر اس نے ابھی تک اپنی آمادگی کا اظہار نہ کیا ہو بلکہ صرف خواہشمندوں کو قیمت لگانے کی دعوت دے رہا ہو تو پھر یہ جائز ہے۔ نیلامی میں چونکہ فروخت کنندہ کی دعوت پر قیمت لگائی جارہی ہوتی ہے

www.KitaboSunnat.com

لٰہذا یہ اس ممانعت میں داخل نہیں ہے۔

⑩ گناہ میں معاون نہ بنیں

ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے کہ وہ اپنی استطاعت واستعداد کی حد تک بدی اور فحاشی کے انسداد کے لیے جد وجہد کرے۔ایک مؤمن کے لیے یہ روا نہیں کہ وہ مال ودولت کی خاطر برائی میں ممدومعاون بنے۔قرآن نے دنیا میں زندگی گزارنے کا ایک زریں اُصول یہ بتایا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ [المائدة:۲]

''نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے رہو۔گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کے معاون نہ بنو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک وہ سخت عذاب والا ہے۔''

اس حکم کا اطلاق معاملات پر بھی ہوتا ہے۔اس لیے اگر کسی فروخت کنندہ کو یہ یقین ہو کہ خریدار مجھ سے خریدی گئی چیز حرام مقصد کے لیے استعمال کرے گا تو اس کے ساتھ معاملہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ حَبَسَ الْعِنَبَ أَيَّامَ الْقِطَافِ حَتَّى يَبِيعَهُ مِمَّنْ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا فَقَدْ تَقَحَّمَ النَّارَ عَلَى بَصِيرَةٍ» [بلوغ المرام وحَسَّنَ ابن حجر اسناده]

''جس نے انگور کو اُتارنے کے زمانہ میں روکے رکھے تاکہ وہ شراب ساز کو فروخت کرے تو وہ جانتے بوجھتے جہنم میں جا گھسا۔''

صحیح بخاری میں مذکور ہے:

وكَرِهَ عِمرانُ بنُ حُصَينٍ بَيْعَهُ في الفِتْنَةِ

''عمران بن حصینؓ نے فتنہ (مسلمانوں کی باہمی لڑائی) کے دور میں اسلحہ کی فروخت کو مکروہ قرار دیا ہے۔'' [باب بيع السلاح في الفتنة وغيرها]

شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

''اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خریدار کے ساتھ تعاون ہے۔یہ تب ہے جب صورت حال واضح نہ ہو لیکن جب باغی کا علم ہو پھر برحق جماعت کو بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔ابن بطال کہتے ہیں کہ فتنہ کے زمانہ میں اسلحہ کی فروخت اس لیے ممنوع ہے کہ یہ گناہ پر تعاون کی شکل ہے، اسی لیے

www.KitaboSunnat.com

امام مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ اور اسحٰقؒ شراب ساز کو انگور بیچنے مکروہ سمجھتے ہیں۔''
[فتح الباری: ج۴/ص ۴۰۸]

حرام کاروبار کے لیے جگہ فروخت کرنے کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ معاہدۂ بیع کے وقت فروخت کنندہ کے علم میں ہو کہ خریدار اس کو حرام مقاصد کے لیے استعمال کرے گا لیکن اگر معاہدے کے وقت اس کی نیت معلوم نہ ہو اور بعد ازاں وہ اس کا غلط استعمال شروع کر دے تو اس صورت میں فروخت کنندہ پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ شرعاً فروخت کنندہ پر مشتری سے خریداری کا مقصد معلوم کرنے کی پابندی نہیں ہے۔

⑪ اُدھار معاملات لکھ لیا کریں

کاروباری طبقہ کو اکثر اُدھار خرید وفروخت کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ بعض اوقات فریقین باہمی اعتماد اور خوشگوار تعلقات کی بنا پر ابتدا میں کسی تحریر کی ضرورت محسوس نہیں کرتے مگر بعد میں بے اعتمادی اور غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور نوبت لڑائی، جھگڑے اور مقدمہ بازی تک جا پہنچتی ہے یا زیادہ عرصہ گزرنے کی وجہ سے خریدار کو یاد ہی نہیں رہتا کہ اس نے کوئی چیز خریدی تھی یا نہیں، اگر خریدی تھی تو کس قیمت پر۔

اس کے علاوہ یہ بھی امکان ہے کہ خریدار اچانک فوت ہو جائے اور تحریری ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ورثا ادائیگی سے انکار کر دیں۔ اس موقع پر اگر کسی فریق کے پاس تحریر موجود ہو تو یہ شہادت کا کام دے سکتی ہے۔ اس لیے قرآنِ حکیم نے یہ تلقین کی ہے کہ اُدھار خرید وفروخت کی دستاویز لکھ لی جائے تاکہ بعد میں تنازعات اور اختلافات پیدا نہ ہوں اور اگر ہوں تو ان سے نمٹنا آسان ہو۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾ [البقرۃ:۲۸۲]

''اے ایمان والو! جب تم مدتِ معین تک اُدھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔''

اگرچہ اہل علم کی اصطلاح میں یہ حکم واجب نہیں لیکن اس کی اہمیت وافادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جو لوگ اس حکم کو معمولی سمجھ کر غفلت برتتے ہیں، وہ بسا اوقات ایسے جھگڑوں میں پھنس جاتے ہیں جن سے نکلنا آسان نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر قرآن کی اس گراں قدر تعلیم پر عمل

www.KitaboSunnat.com

کرلیا جائے تو بعد میں پیدا ہونے والے بہت سے مفاسد کا سد باب ہوسکتا ہے۔

چونکہ نقدلین دین میں اختلاف کا اندیشہ کم ہوتا ہے،اس لیے قرآنِ حکیم نے نقد خرید وفروخت کو ضبط تحریر میں لانے کی پابندی عائد نہیں فرمائی۔البتہ اگر فروخت شدہ چیز بڑی مالیت کی ہوتو پھر رسید کا اہتمام ضرور ہونا چاہیے تاکہ بعد میں کوئی نقص سامنے آئے تو خریدار کے پاس خریداری کا ثبوت موجود ہو جو فروخت کنندہ کو دکھایا جا سکے۔حضرت عداء بن خالدؓ بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے آنحضرت ﷺ سے غلام یا لونڈی خریدی اور آپؐ نے ثبوت کے طور پر مجھے یہ تحریر لکھ کر دی:

«هَذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ اشْتَرَى مِنْهُ عَبْدًا أَوْ أَمَةً لاَ دَاءَ وَلاَ غَائِلَةَ وَلاَ خِبْثَةَ بَيعَ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ»

[سنن ترمذی: باب ما جاء في كتابة الشروط؛ سنن ابن ماجہ: باب شراء الرقيق]

''یہ وہ خریداری ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ نے محمد رسول اللہ ﷺ سے کی ہے۔اس نے آپ سے ایک ایسا غلام یا لونڈی خریدی ہے جس میں نہ کوئی عیب ہے اور نہ ہی اخلاقی برائی اور دھوکہ دہی۔یہ ایک مسلمان کی مسلمان کے ساتھ بیع ہے۔''

فروخت کی جانے والی چیز کے متعلق ہدایات

جو چیز فروخت کی جارہی ہو اس کے متعلق بھی شریعت نے اُصول طے کردیئے ہیں جن کی پابندی لازمی ہے:

① قرض دستاویزات کی تجارت جائز نہیں

شرعی قواعد وضوابط کے تحت قرض کے تمسُّکات اور کریڈٹ دستاویزات پر منافع کمانا جائز نہیں کیونکہ شریعت کی رو سے قرض تجارتی معاملہ نہیں ہے۔لہٰذا ڈیبنچرز، پاکستان انوسمنٹ بانڈز (پی آئی بی)، فیڈرل انوسمنٹ بانڈز (ایف آئی بی)، روایتی ٹرم فنانس سرٹیفکیٹس (ٹی ایف سی)، اور ٹریژری بلز (ٹی بلز) کی خرید وفروخت ممنوع ہے کیونکہ یہ سب سودی قرض کے تمسُّکات ہیں۔بل آف ایکسچینج (Bill of Exchange) کی ڈسکاؤنٹ جس کا کاروباری حلقوں میں خاصا رواج ہے، بھی کریڈٹ دستاویز بیچنے کی ایک شکل ہے۔حالیہ

www.KitaboSunnat.com

مالیاتی بحران جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، اس کی ایک بڑی وجہ قرضوں اوران کے مُشْتَقّات (Derivatives) کی خرید وفروخت ہے۔ اگر معاشی سرگرمیوں سے اس عنصر کو ختم کردیں تو موجودہ بحران پر بڑی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔

کریڈٹ دستاویزات کی بیع سے ملتی جلتی ایک صورت صُکُوْك کی خرید وفروخت ہے جس کا تذکرہ کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ صُکُوك "صَكّ" کی جمع ہے جس کا معنی ہے: 'دستاویز'

مروان بن حکم کے دور میں بیت المال سے راشن حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو کارڈز جاری کئے جاتے جنھیں صُکوك کہا جاتا تھا۔ بعض لوگ یہ کارڈز فروخت کردیتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ مروان سے ملاقات کے لیے گئے تو اُن سے کہا کہ آپ نے تو سود کی بیع کو جائز قرار دے دیا ہے۔ مروان نے کہا: میں نے تو ایسا نہیں کیا، اُنہوں نے فرمایا: آپ نے صکوک فروخت کرنے کی اجازت دی ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے غلے کی بیع سے منع فرمایا ہے تا آنکہ اسے قبضہ میں لے لیا جائے۔ چنانچہ مروان نے اپنے خطاب میں اس پر پابندی لگانے کا اعلان کردیا۔ سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے سیکورٹی اہلکاروں کو دیکھا: وہ لوگوں کے ہاتھوں سے صکوک چھین رہے تھے۔

[صحيح مسلم: كتاب البيوع ، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض]

② چیز کا استعمال جائز ہو

دوسرا اُصول یہ ہے کہ صرف انہی چیزوں کا لین دین ہو جن سے عام حالات میں شرعی طور پر فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہو۔ جن چیزوں سے عام حالات میں فائدہ اٹھانا جائز نہیں، ان کی خرید وفروخت بھی نہیں ہوسکتی؛ جیسے شراب، مردار اور خنزیر وغیرہ ہیں۔ یہ چیزیں ہر حال میں حرام ہیں ان سے اِضطراری حالت میں تو فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے لیکن ان کو کسی قسم کے حالات میں فروخت نہیں جا سکتا۔ چنانچہ عبداللہ بن عباسؓ نبی ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

«إِنَّ اللهَ إِذَا حَرَّمَ عَلَى قَوْمٍ أَكْلَ شَيْءٍ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ ثَمَنَهُ»

"یقیناً اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کسی چیز کا کھانا حرام کرتے ہیں تو ان پر اس کی قیمت بھی حرام

www.KitaboSunnat.com

کر دیتے ہیں۔‘‘ [سنن ابوداود: باب في ثمن الخمر و الميتة]

☜ وہ کونسی کونسی اشیا ہیں جن کے استعمال کی شرعی طور پر اجازت نہیں، اس سلسلے میں بعض قرآنی آیات ملاحظہ ہوں:

◉ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [المائدة: ۹۰]

’’اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور فال نکالنے کے تیر ناپاک ہیں، شیطانی عمل ہیں۔ لہٰذا ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔‘‘

◉ ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾ [الانعام: ۱۴۵]

’’کہہ دیجیے کہ میری طرف جو وحی کی گئی ہے، اس میں کسی کھانے والے پر میں کوئی چیز حرام نہیں پاتا سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو، یا بہایا ہوا خون ہو، یا خنزیر کا گوشت ہو پس یقیناً وہ نجس ہے۔‘‘

◉ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ [لقمان: ٦]

’’بعض لوگ وہ ہیں جو دلِ فریب باتیں خریدتے ہیں، تاکہ بغیر علم کے اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور ان کو مذاق بناتے ہیں، ان لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔‘‘

قرآنِ مجید کی ان آیات میں شراب، جوے، بتوں، فال نکالنے کے تیروں، مردار، بہائے گئے خون، خنزیر کے گوشت اور دل فریب باتوں کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ شراب کے علاوہ دیگر مُنَشِّیات اور مُخَدِّرات کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح بتوں کے علاوہ باقی آلاتِ شرکیہ بھی اس حرمت میں داخل ہیں۔ جب کہ دلفریب باتوں میں گانے، موسیقی، رومانوی ناول، فحش لٹریچر اور باطل نظریات پر مشتمل کتب سب شامل ہے۔ لہٰذا گانوں اور موسیقی پر مشتمل آڈیو، ویڈیو کیسٹس، سی ڈیز، فحاشی، جادو اور علم نجوم کی تعلیم پر مبنی کتابوں کی تجارت حرام ہے۔

◉ نبی ﷺ نے کتے اور بلّے کی قیمت سے بھی منع فرمایا ہے۔ ابوزبیر کہتے ہیں میں نے: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ قَالَ زَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ

www.KitaboSunnat.com

”جابرؓ سے کتے اور بِلّے کی قیمت کے بارہ میں پوچھا۔ اُنہوں فرمایا: نبی ﷺ نے اس سے ڈانٹا ہے۔“ [صحیح مسلم: باب تحریم ثمن الکلب]

یہاں یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ حرام اشیا کا لین دین جس شکل میں بھی ہو، وہ ناجائز ہی شمار ہوگا، جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

«إِنَّ اللهَ وَرَسُولَه حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالأَصْنَامِ» فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ؟ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ فَقَالَ: «لاَ هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا أَجْمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ» [صحیح بخاری باب بیع المیتۃ والاصنام، صحیح مسلم: باب تحریم بیع الخمر]

”بلا شبہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! مردار کی چربی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے کیونکہ یہ کشتیوں کو لگائی جاتی ہے اور اس سے چمڑوں کو مالش کی جاتی ہے اور لوگ اس کو چراغوں میں جلاتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: نہیں یہ بھی حرام ہے۔ پھر اس موقع پر آپ نے فرمایا: اللہ یہودیوں کو تباہ کرے جب اللہ تعالیٰ نے اُن پر چربی حرام کی تو اُنہوں نے اس کو پگھلا کر بیچا اور اس کی قیمت کھا گئے۔“

③ ابہام سے پاک ہو

تیسرا اُصول یہ ہے کہ جس چیز کا سودا ہو رہا ہے وہ اپنی جنس، ذات، مقدار اور اوصاف کے لحاظ سے بالکل واضح اور متعین ہو، کسی بھی اعتبار سے مبہم یا غیر واضح نہ ہو۔ اس قسم کے ابہام کو اصطلاح میں غَرَر (Uncertainty) کہتے ہیں جو شریعت کی نظر میں ممنوع ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ

[صحیح مسلم: باب بطلان بیع الحصاۃ]

”رسول اللہ ﷺ نے کنکری کی بیع اور غرر پر مشتمل بیع سے منع فرمایا ہے۔“

کنکری کی بیع خرید وفروخت کا وہ طریقہ ہے جو زمانۂ جاہلیت میں رائج تھا۔فروخت کنندہ خریدار سے کہتا: میں یہ کنکری پھینکتا ہوں، یہ جہاں گرے گی میں وہاں تک یہ زمین آپ کو اتنے میں فروخت کرتا ہوں؛ ایسا کرنا ممنوع ہے، کیونکہ اس صورت میں زمین مبہم رہتی ہے، جبکہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جو چیز فروخت کی جارہی ہو وہ واضح اور متعین ہونی چاہیے۔ یہ بھی اصل میں غرر ہی ہے مگر چونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس میں ملوث تھے، اس لیے اس کا علیحدہ تذکرہ فرمایا۔ اس نوعیت کی اور بھی کئی بیوع رائج تھیں مگر آپ ﷺ نے سب پر پابندی عائد فرمادی۔

☜ ہمارے معاشرے میں ہاؤسنگ اسکیموں کی فائلیں فروخت کرنے کا رواج ہے حالانکہ ابھی وہاں نہ تو پلاٹنگ ہوئی ہوتی ہے اور نہ ہی اَفراد کا الگ الگ حصہ متعین ہوتا ہے۔شرعی اعتبار سے فائلز کی خرید وفروخت جائز نہیں کیونکہ جب تک اسکیم کی پلاٹنگ نہ کر دی جائے، پلاٹ مبہم رہتا ہے جس کی نشاندہی ممکن نہیں ہوتی اور مبہم چیز کی خرید وفروخت ناجائز ہے۔ اس لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے پلاٹنگ کی جائے، اس کے بعد خرید وفروخت شروع ہو۔

زمین میں پوشیدہ سبزیوں کی بیع

بعض اوقات کاشت کار شلجم، گاجر، مولی، اَروی، لہسن اور پیاز وغیرہ کی فصل کو زمین کے اندر ہی فروخت کر دیتے ہیں۔ چونکہ یہ سبزیاں زمین میں پوشیدہ ہوتیں ہیں، اس لیے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کرنا درست ہے یا یہ غرر کے زمرہ میں داخل ہے؟ جلیل القدر فقیہ امام ابن قیمؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

وليس من بيع الغرر بيع المغيبات في الأرض كاللفت والجزر والفجل والقلقاس والبصل ونحوها فإنها معلومة بالعادة يعرفها أهل الخبرة بها وظاهرها عنوان باطنها فهو كظاهر الصبرة مع باطنها ولو قدر أن في ذلك غررًا فهو غرر يسير يغتفر في جنب المصلحة العامة التي لا بد للناس منها [زادالمعاد: ج۵/ص۸۲۰]

''جو سبزیاں زمین میں پوشیدہ ہوتیں ہیں جیسے شلجم، گاجریں، مولیاں، اَروی اور پیاز وغیرہ ہیں ان کی (زمین کے اندر) بیع غرر میں داخل نہیں ہے کیونکہ یہ عام طور پر معلوم ہوتی ہیں۔ ان

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں معلومات رکھنے والے ان کو جانتے ہوتے ہیں۔ ان کی ظاہری حالت سے ان کی اندرونی حالت کا علم ہو جاتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے غلے کے اوپر والے حصے کو دیکھ کر اس کی اندرونی حالت کا پتا چل جاتا ہے۔ اگر اس میں غرر تسلیم کر بھی لیا جائے تو یہ معمولی ہوگا جو مفادِ عامہ جو کہ لوگوں کے لیے ناگزیر ہے، کی وجہ سے ناقابل گرفت ہے۔''

مزید فرماتے ہیں:

''اگر ان کو ایک ہی مرتبہ نکال کر بیچنے کی شرط عائد کر دی جاتی تو اس میں مشقت ہوتی اور لوگوں کے اَموال خراب ہوتے جبکہ شریعت کا یہ تقاضا نہیں ہے۔ اور اگر یہ پابندی لگا دی جاتی کہ تھوڑی تھوڑی مقدار میں بیچی جائے یعنی جتنی نکالی جائے، اتنی ہی فروخت کی جائے تو اس میں بھی تنگی اور حرج ہوتا، اس سے اصحابِ مال اور مشتری کے مفادات کا معطل ہونا کسی سے مخفی نہیں ہے۔'' [ایضاً: ص ۸۲۱]

④ سپردگی ممکن ہو

فروخت کی جانے والی چیز کے متعلق چوتھا حکم یہ ہے کہ فروخت کنندہ اس کو خریدار کے حوالے کرسکتا ہو۔ جو چیز خریدار کے سپرد نہ کی جاسکتی ہو، اس کو بیچنا جائز نہیں کیونکہ مشتری سے قیمت وصول پانے کے بعد چیز اس کے حوالے نہ کرنا صریح زیادتی ہے، چنانچہ رسی تڑا کر بھاگے ہوئے جانور کو فروخت کرنا صحیح نہیں، تاآنکہ مالک اس پر قابو نہ پالے۔ ایسے ہی اس پلاٹ اور مکان کو بھی بیچنا درست نہیں جس پر کسی نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہو حتیٰ کہ اسے ناجائز قابض سے واگزار کرا لیا جائے کیونکہ ان صورتوں میں سپردگی ممکن نہیں ہے، ہاں اگر غصب شدہ پلاٹ یا مکان غاصب کو ہی فروخت کیا جائے یا کسی ایسے شخص کو جو غاصب سے قبضہ لینے کی طاقت رکھتا ہو تو پھر جائز ہے۔ تاہم قبضہ نہ ملنے کی صورت میں خریدار کو بیع منسوخ کرنے کا اختیار ہوگا، چنانچہ مشہور حنبلی فقیہ علامہ بہوتیؒ لکھتے ہیں:

فإن باعه من غاصبه أو قادر على أخذه صحَّ لعدم الغرر فإن عجز بعد فله الفسخ [الروض المربع: ۲۷۹]

''اگر غصب شدہ چیز غاصب کو یا ایسے شخص کو بیچے جو قبضہ لے سکتا ہو تو یہ بیع صحیح ہوگی کیونکہ اب غرر نہیں رہا، اور اگر بعد میں قبضہ نہ لے سکا تو اس کو منسوخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔''

www.KitaboSunnat.com